سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۱

فیضانِ رحمتِ الٰہیہ



شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال، کراچی پاکستان

ضروری تفصیل

نامِ وعظ:	فیضانِ رحمتِ الٰہیہ
نام واعظ:	عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالهم علينا الٰى مأة و ثلاثين سنة
تاریخِ وعظ:	۲۴؍شوال ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۰؍جون ۱۹۸۸ء، بروز جمعة
مقام:	مسجد اشرف، گلشنِ اقبال، کراچی
موضوع:	بندوں پر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا ظہور
مرتب:	سید عشرت جمیل میرؔ صاحب خادمِ خاص حضرت والا مدظلہم العالی
کمپوزنگ:	مفتی محمد عاصم صاحب مقیم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال، کراچی
اشاعت اوّل:	ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ مطابق نومبر ۲۰۱۰ء
تعداد:	۲۲۰۰
ناشر:	کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال نمبر۲، کراچی

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیضانِ رحمتِ الٰہیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا
مِنْ حَوْلِکَ فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَھُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْأَمْرِ فَإِذَا
عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ

(سورۃ اٰلِ عمران، آیت: ۱۵۹)

حضراتِ سامعین! حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ کا ایک رسالہ ہے ''حقوق الاسلام'' جس میں حضرت نے تمام مسلمانوں کے حقوق مثلاً والدین کے حقوق، سسرال کے حقوق، بہنوئی، داماد، بہو کے حقوق، شاگرد و استاد کے حقوق وغیرہ شامل کردیئے ہیں۔ ہمارے دوستوں میں سے ایک دوست نے جو ہماری مسجد کے نمازی بھی ہیں اس رسالے کو اپنی بیٹی مرحومہ کے ایصالِ ثواب کے لیے اپنے پیسوں سے چھپوایا ہے جس کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بے حساب مغفرت فرمائے لہٰذا وعظ ختم ہونے کے بعد آپ لوگ اس رسالہ کو حاصل کرلیں۔

حکیم الامت اس رسالے پر عمل کرنے کی بہت اہتمام سے نصیحت فرماتے تھے۔ میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی یہ کتاب پڑھنے کو بار بار فرمایا کرتے ہیں۔ عام طور سے لوگ نفلی عبادات تو بہت

کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ صاحب عبادت میں تو فرشتہ معلوم ہوتا ہے جب دیکھو تسبیح لیکن اللہ کے بندوں کو ستانے میں جانوروں سے بھی بدتر ہے، جانور بھی شاید سینگ مارنے میں تھوڑا بہت سوچ لے لیکن آج انسان انسان کے قتل وخون اور اذیت رسانی پر تلا ہوا ہے اور اذیت سے بچانے کا کوئی اہتمام نہیں کرتا۔

(مجلس میں کچھ لوگ دور دور بیٹھے ہوئے تھے ان کو مخاطب کر کے فرمایا)

جو لوگ دور دور بیٹھے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ قریب قریب ہو جائیں، اپنی جگہ سے تھوڑا سا کھسک جائیں، اس نیت سے کھسک جائیں کہ جگہ بدل جائے، جگہ بدلنے سے انشراح بھی ہوتا ہے، دیکھیں جانور کو جہاں صبح باندھتے ہیں شام کو دوسری جگہ باندھتے ہیں اس سے جانوروں کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے تو جگہ بدلنے سے انسانوں کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ نیند غائب ہو جاتی ہے لہٰذا اس حرکت میں برکت ہے۔ دیکھو کتنے آدمی باہر بیٹھے تھے اب اندر آ گئے لہٰذا آپ اللہ کے دیوانوں سے مل مل کر بیٹھیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجَالِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰہُ لَکُمۡ﴾

(سورۃ المجادلۃ، آیت: ۱۱)

جب تمہیں کہا جائے کہ مل مل کر بیٹھو تو اس وقت اس پر عمل کرنا چاہیے اور اس پر وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی عطا کر دے گا۔ اگر آپ نے کسی مسلمان بھائی کے لیے جگہ کشادہ کر دی تو اس کے بدلے میں یَفۡسَحِ اللّٰہُ لَکُمۡ اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ دیکھا! آپ نے تھوڑی سی حرکت کی، اپنے بھائیوں کو جگہ دے دی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہم اس کے بدلے میں تمہارے لیے کشادگی عطا کر دیں گے، تو یہ انعام آپ کو مفت ملے گا اور مفت کے لیے آپ

نے فارسی کا یہ مقولہ سنا ہوگا کہ ''مفت را چہ گفت'' یعنی جب مفت ملے تو پھر کیا کہنا۔تو یہ ہیرے جواہرات آپ کو مفت مل گئے۔

تو جب آپ حکیم الامت کے اس رسالے کو پڑھیں گے اور اس پر عمل کریں گے تو اس کا ثواب جنہوں نے طبع کیا ہے ان کو بھی ملے گا اور ان کی مرحومہ بیٹی کو بھی ملے گا ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ ان کے عمل کو قبول فرمائیں۔یہاں سے ایسے رسالے اکثر مفت ملتے رہتے ہیں، قرآن و حدیث کی دعاؤں کے خزانے بھی مفت تقسیم ہوتے ہیں۔میرا مدینہ طیبہ کا ایک وعظ ہے ''استغفار کے ثمرات'' وہ بھی مفت ملتا ہے۔اپنے پیسوں سے اس کو طبع کرا کر تقسیم کراتے رہیں تو اس سے دین بھی پھیلتا ہے اور ثواب بھی ملتا ہے لہٰذا کبھی اپنے والد کے نام، کبھی اپنی والدہ کے نام اور کبھی اپنے نام اپنی کرنسی کو آخرت کے زرِ مبادلہ سے ٹرانسفر کرالیں ورنہ جس دن قبر میں جنازہ اُترے گا ملک بدل جائے گا، کرنسی بدل جائے گی جیسے جدہ پہنچتے ہی پاکستانی نوٹ بے کار ہو جاتے ہیں، وہاں ریال چلتے ہیں۔ریال پر مجھے ایک شعر یاد آیا۔مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا تھا ؎

کسی کو آہ فریب کمال نے مارا
میں کیا کہوں مجھے فکرِ مآل نے مارا

یعنی کسی کو تو بہت عمدہ تقریروں نے مارا اور تکبر میں مبتلا کر دیا، اس کو باتیں بہت کرنا آتی ہیں اور کسی کو رات کو رونا بہت آتا ہے تو اس سے بڑائی آ گئی کہ آج میں اللہ کی یاد میں اتنا رویا اب میری بزرگی میں کوئی شک نہیں ہے لَاشَکَّ فِیۡ شَیۡخِیۡ میرے شیخ ہونے میں اب کوئی شک نہیں رہا۔تو فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اپنے کمالات کے فریب نے مار دیا لیکن مجھے مآل یعنی انجام کی فکر ہے کہ نہ جانے میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور میدانِ حشر میں میری قیمت کیا ہوگی۔لیکن آہ ہم

لوگوں آج مآل کی فکر کہاں ہم تو صرف مال کی فکر میں ہیں اس لیے میں کہتا ہوں ؎

میں کیا کہوں مجھے فکر ریال نے مارا

اصلی عقل مند کون لوگ ہیں؟

لیکن اصلی عقل مند بندے وہی ہیں جنہیں آخرت کے انجام کی فکر ہے باقی سب تو بے وقوف ہیں، جو رزلٹ آؤٹ ہونے سے پہلے ناز نخرے دِکھا رہا ہو وہ بے وقوف ہے، قیامت کے دن جب نتیجہ نکل آئے، اللہ تعالیٰ آپ کے روزہ نماز سے خوش ہو جائیں، آپ کے بال سے، آپ کے گال سے، سر سے لے کر پیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی بندگی کی جتنی ادائیں ہیں سب دیکھ کر اللہ تعالیٰ آپ کو پسند کرلیں اور خوش ہو جائیں تب سمجھنا کہ آپ سے بڑھ کر دنیا میں کسی کی قیمت نہیں ہے، آپ بادشاہوں سے افضل ہیں اور خدانخواستہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ ہم تم سے راضی نہیں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یوں پناہ مانگو:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ تَصُدَّ عَنِّیۡ وَجۡھَکَ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ﴾

(المعجمُ الکبیر لِلطبرانی)

اے خدا! میں پناہ چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھے دیکھ کر آپ ناراضگی سے اپنا منہ پھیر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سکھا دیا کہ اپنی قیمت خود مت لگاؤ، اپنی قیمت اپنے بنگلوں سے، کاروبار سے اور اپنی عقل پر ناز کر کے مت لگاؤ کہ دیکھئے میری عقل کیا شان رکھتی ہے، ایسے شخص کو سب لوگ ہاف مائنڈ یعنی بے وقوف نظر آتے ہیں اپنے مقابلے میں سب کو بدھو سمجھتا ہے گویا یہ تمام بدھوؤں کا صدر ہے، یہ اصلی بے وقوف ہے۔ اصلی عقل مند وہ ہے جو اپنے کو سب سے کم تر سمجھے، اگر کوئی اچھی بات نصیب ہو جائے تو یہ نہ کہے کہ یہ میرا کمال ہے بلکہ یہ کہے کہ یہ میرے اللہ کا عطا فرمایا ہوا کمال ہے، میرے رب کی

مہربانی ہے۔

اہل اللہ کی محبوبیت کا راز

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر زمین پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہیں اور وہ چمک رہی ہے تو اس کو ناز کرنے کا حق حاصل نہیں ہے، وہ یہ کہے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر آفتاب کی شعاعیں ڈالیں اور میں چمک گئی ؎

یہ اختؔر خاکِ تیرہ بے زباں بے سروساماں ہے
مگر مٹی پہ بھی فیضِ شعاعِ مہرِ تاباں ہے

اگر اللہ کے آفتابِ کرم کی اختر پر اور آپ پر ایک شعاع پڑ جائے تو بس کام بن جائے پھر کچھ مت پوچھو، اسی وقت ساری بگڑی بن جائے اور آپ ولی اللہ ہو جائیں۔

امریکہ کے صدر نے جب حیدرآباد کے ایک اونٹ والے کو پسند کرلیا کیونکہ اس نے اونٹ پر کھڑے ہو کر صدر کو سلوٹ مارا تھا اور کہا کہ اسے امریکہ بھیجا جائے تو پاکستان کی حکومت بھی اس کی غلام بن گئی، وہ میلی کچیلی دھوتی باندھنے والا، اونٹ چرانے والا سارے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اس کے دروازے پر چکر لگا رہے تھے کہ جلدی پاسپورٹ تیار کرو تمہیں امریکہ کے صدر نے یاد کیا ہے۔ دنیاوی اعتبار سے معزز شخصیت جو حقیقت میں عزت کے قابل بھی نہیں جب ان کا یہ حال ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمالیں ساری کائنات اس کی غلام بن جاتی ہے۔

اس پر مجھے ایک بات یاد آئی، جب مؤذن کہتا ہے **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** تو اس کا یہ ترجمہ ہے کہ آؤ نماز پر، حی کے معنیٰ ہیں آؤ، **تعال** اسمِ فعل ہے، اور صلوٰۃ کے معنیٰ ہیں نماز تو **حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ** کے معنیٰ ہوئے آؤ نماز پر، یہ ترجمہ عربی لغت کا ہے لیکن ذرا زبانِ محبت سے بھی اس کا ترجمہ سن لیجئے کہ اے

میرے عاشقو! جلدی جلدی وضو کر کے نماز کے لیے آؤ، تمہارا رب تمہیں بلا رہا ہے۔اس زبانِ محبت پر میرے اشعار ہیں ؎

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی
کہاں پاؤ گے صدرا بازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

صدرا بازغہ فلسفے کی کتابیں ہیں، یہ دونوں کتابیں علماء کو پڑھائی جاتی ہیں مگر اختر عرض کرتا ہے کہ اللہ والوں کے سینے کے حاشیہ میں جو اللہ تعالیٰ کی محبت کا درد ہے، اللہ والوں کے جسم کے بڑے بکسے میں دل کا ایک چھوٹا سا صندوقچہ ہے، اس صندوقچہ میں اللہ کی محبت کا قیمتی موتی ہے۔ دوستو! بڑے بکسے کی کوئی قیمت نہیں اگر اس میں گدڑی اور بچوں کا پیشاب پاخانہ لگا ہوا پوتڑا ہے، گھر کا جتنا کچرا اور ردی ہے سب اس بڑے بکسے میں رکھا جا رہا ہو تو اس میں تالا بھی نہیں لگایا جاتا، اس بڑے بکسے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور اس کی حفاظت بھی نہیں کی جاتی اگر اس میں دیمک لگ جائے تو اسپرے بھی نہیں کرتے لیکن اگر کسی بڑے بکسے میں ایک چھوٹا سا صندوقچہ رکھ کر اس میں دس لاکھ کا موتی رکھ دیا جائے تو جناب اب وہاں ہر وقت موٹا سا تالا لگا ہوا ہے، رات کو بھی اٹھ اٹھ کے اس کو دیکھتے ہیں کہ کہیں کسی نے تالا کھول تو نہیں لیا۔

انسان کا جسم ایک بڑا بکسہ ہے، اس بڑے بکسے میں چھوٹا سا دل ہے، اس دل میں اللہ نبوت کا موتی رکھ دیتا ہے تو وہ نبی ہو جاتا ہے اور اپنی محبت کا موتی رکھ دیتا ہے تو وہ ولی ہو جاتا ہے۔ اس بڑے بکسے کی قیمت اس چھوٹے سے

دل سے ہوتی ہے، اس چھوٹے سے صندوقچہ میں اگر کچھ نہیں ہے تو پھر بڑے بکسے کی حفاظت نہیں کی جاتی اس کو لاتیں اور گھونسے پڑتے ہیں، مار پٹائی ہوتی ہے۔ آج جو لوگ کہتے ہیں کہ مسلمان کیوں ذلیل ہیں؟ تو اپنے اعمال کو دیکھو۔ اگر ہمارا یہ دل قیمتی ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے بڑے بکسے کی حفاظت اللہ تعالیٰ کریں گے، اگر ایمان و یقین اور تقویٰ کے موتی دل میں آجائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے بکسے کی حفاظت غیب سے ہوگی۔

اللہ والوں پر فدا ہونے کا انعام

پھر ایسا شخص سارے عالم سے مستغنی ہو جاتا ہے جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مغل بادشاہوں سے فرمایا تھا۔ آہ! دوستو! یہی کہتا ہوں کہ مولوی تو بہت سے ہوتے ہیں مگر مولیٰ والے مولوی کم ہوتے ہیں اور ایسے مولوی کو لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو مولی صاحب آئے ہیں، انہیں مولی گاجر کہتے ہیں ذرا مولی کا تلفظ تو صحیح کرلو، ارے بھائی وہ مولی نہیں ہے، صحیح لفظ ہے مولوی اور مولوی کے معنی ہیں مولیٰ والا۔ کیوں صاحب! لکھنوی کے معنیٰ کیا ہیں؟ لکھنؤ والا، دہلوی کے معنیٰ ہیں دہلی والا تو مولوی کا مطلب ہے مولیٰ والا۔ لیکن مولوی مولیٰ والا کب بنتا ہے؟ اس کو عزت کب ملتی ہے؟ مولانا رومی کے اس شعر سے سبق لیں ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

مولانا جلال الدین رومی اگرچہ شاہ خوارزم کے سگے نواسے تھے اور ان کی والدہ بڑی ہی مبارک تھیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب اور بشارت سے عقد میں آئی تھیں، تو مولانا رومی شاہ خوارزم کے سگے نواسے اور بہت بڑے عالم تھے لیکن امت میں ان کی زیادہ عزت اور قدر نہیں ہوئی جب تک اُس زمانے کے

ایک ولی اللہ حضرت شمس الدین تبریزی کی صحبت میں نہیں بیٹھے، جب شمس الدین تبریزی کی صحبت اٹھائی، ان سے اللہ تعالیٰ کی محبت سیکھی، ان کا بستر سر پر رکھا، یہ نہیں سوچا کہ میں مولانا صاحب ہوں، بادشاہ کا نواسہ ہوں، میں شیخ کا بستر کیوں اٹھاؤں بس اللہ کی محبت سیکھنے کے لیے شیخ کے بستر کو سر پر رکھا اور قونیہ میں شیخ کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے۔ قونیہ آج بھی ترکی میں ہے اور وہاں مولانا رومی کی قبر ہے۔

ایک مرتبہ شمس الدین تبریزی چپکے سے کہیں چلے گئے۔ مولانا رومی بے چین ہو گئے، صبح اٹھتے ہی اونٹنی پر بیٹھے اور تلاش کرتے کرتے قونیہ سے شام تک جا پہنچے، وہاں پوچھا کہ کسی نے حضرت شمس الدین تبریزی کو دیکھا ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ جی ہاں شام کی ایک گلی میں میں نے ان کو دیکھا ہے، فرمایا کہ ہائے اس شام کی صبح کیسی ہوگی جس شام میں میرا شمس تبریز رہتا ہے۔ یہ شیخ کی محبت کا انعام ہے کہ جلال الدین رومی مولائے روم بن گئے، ساری دنیا میں ان کا ڈنکا پٹ رہا ہے، آکسفورڈ یونیورسٹی (برطانیہ) میں بھی ان کے کلام کا انگریزی ترجمہ موجود ہے، ساری دنیا میں مثنوی کا غلغلہ مچ رہا ہے، کتنے علماء نے اس کے ترجمے اور شرحیں بیان کیں۔ یہ مقبولیت مولانا رومی کو کیسے ملی، اسی کو خود فرماتے ہیں ؎

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

جلال الدین رومی کو یہ عزت کب ملی؟ جب شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کی۔ مولانا رومی خود فرما رہے ہیں کہ میں نے شمس الدین تبریزی کی، ایک اللہ والے کی صحبت اور غلامی اختیار کی، ان کے ساتھ اپنی زندگی لگائی تب اللہ نے مجھے مولائے روم بنا دیا۔

بدونِ صحبت شیخ کوئی صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتا

جب تل چنبیلی کے پھول کی صحبت پا کر پھر کولہو میں پیلا جائے تو اس کا نام روغنِ چنبیلی ہوتا ہے، اگر تل تکبر کی راہ سے چنبیلی کے پھولوں کے ناز نہ اُٹھائے اور کہے کہ مجھے کیا ضرورت ہے پھولوں کی نیازمندی کرنے کی تو کتنا ہی مجاہدہ کرلے، کولہو میں اس کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے وہ تلی کا تیل ہی کہلائے گا، اس کا دام نہیں بدلے گا، نام نہیں بدلے گا، کام نہیں بدلے گا، اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

اسی طرح جو لوگ اہل اللہ سے تعلق کے بغیر مجاہدات کررہے ہیں، نفلیں پڑھ رہے ہیں، وہ چاہے کتنے ہی حج کرلیں، کتنے ہی عمرے کرلیں لیکن اگر کسی اللہ والے کے صحبت یافتہ نہیں ہوں گے تو ان کی قیمت میں اضافہ کوئی نہیں ہوسکتا، وہ صاحبِ نسبت نہیں ہوسکتے، قیمت صحبت سے ہوتی ہے، تل کا تیل اگر بیس روپے کلو ہے تو روغنِ گل سو روپے کلو ملے گا۔ گل روغن کس کا نام ہے؟ گلاب کے پھول کی صحبت تل نے اٹھائی، اس میں گلاب کی خوشبو آئی اب یہ تل کولہو میں پیلا گیا تو پھر جو تیل نکلا اس کا نام روغنِ گل ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ گل روغن دے دو، اب اس کو تل کا تیل کیوں نہیں کہتے ہو؟ حالانکہ تیل تو تل ہی کا ہوتا ہے لیکن گلاب یا چنبیلی کی صحبت کی برکت سے اس کا نام بدل گیا، اب تل کے تیل کو روغنِ چنبیلی اور روغنِ گل کہا جاتا ہے کیونکہ اب وہ تل گلاب اور چنبیلی کا صحبت یافتہ ہے۔

اہل اللہ کی اہانت کرنے سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

تو دیکھو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی روغنِ گل اور روغنِ چنبیلی کو تل کا تیل کہہ دے تو وہ اپنی توہینِ عزت کا مقدمہ دائر کردے گا حالانکہ وہ ہے تو

تل ہی کا تیل لیکن اب اس کا دام بدل گیا، نام بدل گیا، کام بدل گیا۔ ایسے ہی اہل اللہ کے ماضی کا اگر کوئی تذکرہ کرے کہ صاحب یہ وہی تو ہیں جو شراب پیا کرتے تھے حالانکہ توبہ کرکے وہ اس وقت اللہ کا ولی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر مقدمہ دائر کردیں گے:

﴿مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ﴾

(تفسیر الخازن)

جو میرے ولی کو اذیت پہنچاتا ہے میری طرف سے اس کے لیے اعلانِ جنگ ہے۔ یہ حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے اولیاء کی شان میں گستاخی کرتا ہے، اہانت کرتا ہے، ان کی توہین کرتا ہے، ان کا مذاق اُڑاتا ہے تو میرا اس کے ساتھ اعلانِ جنگ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس میں سوء خاتمہ کی وعید ہے۔

مومن کی قیمت اس کے دردِ نسبت سے ہے

تو دوستو! میں یہ عرض کررہا تھا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہوں سے فرمایا تھا۔ سبحان اللہ! ایسے علماء بھی ہوئے ہیں کہ بادشاہوں کو ڈانٹ لگارہے ہیں، دہلی کی جامع مسجد میں مغل خاندان کے سلاطین کو اعلان کررہے ہیں کہ اے مغل خاندان کے بادشاہو اور اے تخت وتاج کے مالکان! ولی اللہ دہلوی اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق تحویلش
کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

دہلی کی جامع مسجد کے منبر سے یہ شاہ ولی اللہ کا اعلان ہے اور مخاطب کون ہیں؟ مغلیہ سلطنت کے تمام بادشاہ، اور سلاطین کہ میں سینے میں ایک دل رکھتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جواہرات وموتی ہیں، آسمان کے نیچے مجھ سے بڑا

رئیس اور امیر کوئی ہو تو مقابلے میں آئے۔ سبحان اللہ! کیا اعلان ہے کہ میں اپنے دل میں اللہ کی محبت کی جو دولت رکھتا ہوں تو کوئی ہے ایسا دولت مند جو میرے مقابلے میں آئے۔

اس کی شرح یہ ہے کہ گویا بزبانِ حال یہ فرمایا کہ اے تخت و تاج کے مالکان! اے بڑے بڑے بنگلوں کے مالکان! اے بڑے بڑے کارخانے والو اور سرمایہ دارو! بے پناہ دولت والو! بڑے بڑے بینک بیلنس والو! شامی کباب اور بریانی اور انڈا اور مرنڈا اڑانے والو! جس دن کفن لپیٹ کر تمہارا جنازہ زمین کے نیچے اُترے گا اس وقت کرنسی بدل جائے گی پھر تم اپنی قیمت لگانا کہ تمہاری کیا قیمت ہے، اس وقت پتہ چلے گا کہ تمہاری کیا قیمت ہے۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، اتنا پیارا شعر کہا ہے کہ میں جب بھی پڑھتا ہوں تو وجد آجاتا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

لوگ کہتے ہیں نا کہ میں کمشنر ہو گیا اور میں ڈی آئی جی ہو گیا ہوں اور میں فلاں کارخانے کا مالک ہوں، ''میں میں'' کا نشہ ہے، بوتل سے بھی زیادہ دولت کا نشہ ہوتا ہے لیکن علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سبحان اللہ! کیا سادگی ہے، کیا حقیقت ہے کہ ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
سفر میں رہے جیسے تیسے رہے

اس لیے شاعر کہتا ہے ؎

جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہنا بلبلِ زار سے
کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے

ایک مرتبہ لکھنؤ میں وائسرائے آرہا تھا، سارا لکھنؤ جھنڈیوں سے سجا ہوا خوشنما باغ بنا ہوا تھا۔ اس موقع پر حضرت خواجہ عزیز الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی سے فرمایا کہ ابھی ابھی یہ شعر موزوں ہوا ہے ؂

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بہ اندازِ بہار آئی ہے

حسنِ فانی کا انجام

آج جو بچہ ہے کل اسے جوان ہونا ہے، پھر اس کے جوانی کے گال پچکنے والے ہیں اور کالے بال سفید ہونے والے ہیں، دانت منہ سے باہر آنے والے ہیں، مصنوعی دانت کی بہار کوئی بہار نہیں ہوتی، جیسے ایک صاحب مصنوعی دانت لگا کر سو گئے، رات کو خواب میں دیکھا کہ میں چنے چبا رہا ہوں اور چباتے چباتے سارے دانت کھا گئے، صبح ڈاکٹروں سے آپریشن کرانا پڑا، بھلا مصنوعی دانت قدرتی دانت کو کہاں پا سکتے ہیں۔ اس لیے بزرگوں نے نصیحت کی ہے کہ جس کے دانت مصنوعی ہوں وہ رات کو منہ میں لگا کر نہ سوئے، ڈبیہ میں یا کسی پیالے میں پانی ڈال کر رکھے ورنہ کہیں تم کو بھی کوئی خواب نظر نہ آجائے پھر صبح معلوم ہوا کہ دانت منہ سے پیٹ کے اندر داخل ہو گئے۔

اسی طرح جب کالے بال سفید ہو گئے تو ان کو کالا نہ کرو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اکبر الہ آبادی کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست خضاب لگا رہا تھا۔ بھورے رنگ کا خضاب لگا سکتے ہیں، کالے رنگ کا خضاب لگانا جائز نہیں ہے، بہرحال ان کا ساٹھ سال کا بڈھا دوست خضاب لگا کر جوان بن رہا تھا، اکبر الہ آبادی نے دیکھا تو فوراً کہا ؂

مصروف ہیں جناب یہ کس بندوبست میں
اپریل کی بہار نہ ہوگی اگست میں

ارے جب اسٹرکچر کمزور ہو گیا تو لاکھ ڈسٹمپر لگاتے رہو کچھ حاصل نہیں ہوگا، صحت اور تندرستی کا مدار اللہ تعالیٰ سے تعلق پر ہے۔ کانپور میں ایک شخص نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی سرخ سفید اور بڑے صحت مند معلوم ہوتے ہیں، رفتار کا کیا پوچھنا ہے اور گفتار کا کیا کہنا، ذرا اپنے شیخ سے پوچھنا کہ کون سی جڑی بوٹی یا کشتہ کھاتے ہیں؟

محبت فی اللہ کا انعام

خواجہ صاحب اس وقت ڈپٹی کلکٹر تھے اور اپنے شیخ کے عاشق تھے حکیم الامت جب بھی کانپور تشریف لے جاتے اور جب واپس ہونے لگتے تو خواجہ صاحب ان کے تانگے کے پیچھے پیچھے ننگے پیر دوڑتے تھے، ڈپٹی کلکٹر شیخ کی محبت میں جوتا پہننا بھول جاتا تھا، تانگا آگے آگے جارہا ہے اور وہ زار و قطار روتے ہوئے بچوں کی طرح پیچھے پیچھے دوڑے جارہے ہیں کہ ہائے میرا شیخ آج مجھ سے جدا ہورہا ہے۔

دلرُبا پہلو سے اُٹھ کر اب جدا ہونے کو ہے
کیا غضب ہے کیا قیامت ہے یہ کیا ہونے کو ہے
کرتے جاؤ آرزو پوری کسی ناشاد کی
اک ذرا ٹھہرو کوئی تم پر فدا ہونے کو ہے

تانگے پر شیخ و مرشد حکیم الامت جارہے ہیں اور خواجہ صاحب ننگے پیر دوڑتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے ہیں۔ میاں! مرنے سڑنے والی، ہگنے موتنے والی لاشوں سے دل لگانا تو سب جانتے ہیں لیکن اللہ سے محبت کرنا اور اللہ والوں سے محبت کرنا یہ کام کی چیز ہے، دنیا اور آخرت میں اور میدانِ محشر میں بھی یہی رشتے

کام آئیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جو لوگ اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو عرش کا سایہ دے گا اور دنیا میں اللہ کے لیے آپس میں محبت رکھنے والے جب ایک دوسرے سے ملنے جاتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے راستے بھر ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جب آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کے لیے مل رہا ہے، اس کو اپنے سے ملا دیجئے۔ دیکھا آپ نے فرشتے بھی اس محبت کی قدر کرتے ہیں اور دنیاوی محبت کی قدر کا حال دیکھ لو کہ ہر طرف سے لے دے ہو رہی ہے، لعنت پڑ رہی ہے، صحت بھی خراب، گردے بھی خراب، آنکھیں بھی خراب، سر میں چکر، کمر میں درد، پنڈلی میں اینٹھن، سر سے پیر تک بیمار۔ دنیاوی محبت کے بیماروں کا یہ حال ہے۔

تو خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی سے پوچھا کہ حضرت مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ آپ کے شیخ تو بڑے صحت مند ہیں، یہ کون سا کشتہ اور جڑی بوٹی کھاتے ہیں، کون سا معجون کھاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آدمی خبطی معلوم ہوتا ہے، اس سے کہہ دینا کہ میں ایک بہت قیمتی کشتہ کھاتا ہوں اس جڑی بوٹی اور کشتہ کا نام ہے تعلق مع اللہ یعنی اللہ تعالیٰ سے تعلق۔ جس کے قلب کو اللہ تعالیٰ سے قوی تعلق ہو جاتا ہے اس کو سوکھی روٹی بھی لگتی ہے۔ ماں کی گود میں بچہ سوکھی روٹی کھا کر بھی صحت مند رہتا ہے اور ماں کے مر جانے کے بعد سوتیلی ماں کچھ بھی کھلا دے اس کی صحت کا اس کے چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے۔

بندوں کا سکون آغوشِ رحمتِ الٰہی میں ہے

میں نے کعبہ شریف میں دیکھا کہ ایک بچہ گم ہو گیا اور وہ بچہ ماں کی یاد

میں اتنا چیخ چیخ کر رو رہا تھا کہ اندیشہ تھا کہ شاید روتے روتے مر جائے گا، حرمِ کعبہ کے اندر ساری دنیا کی مائیں تھیں، ہر زبان بولنے والی ماں تھی، الجزائر کی، تیونس کی، سوڈان کی، مراکش کی، نائیجیریا کی، ملیشیا کی، انڈونیشیا کی، ہندوستان کی، پاکستان کی، بنگلہ دیش کی، ساری ماؤں نے اسے گود میں لے کر پیار کرنا چاہا کہ یہ خاموش ہو جائے مگر وہ روتے روتے بے ہوش ہونے کے قریب ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شُرطے نے (وہاں پولیس والے کو شرطہ کہتے ہیں) بچے کو اُٹھایا اور چیخ کر آواز لگائی کہ یہ بچہ کس کا ہے؟ ادھر بچہ کی ماں بھی پاگل ہو رہی تھی، وہ بھی اسے تلاش کر رہی تھی ۔

مری گم گشتگی پر خود مری منزل پریشاں ہے

یہ بڑی عبرت کا واقعہ ہے اور میرا چشم دید ہے، میں وہیں کعبہ میں تھا جب وہ بچہ چلاّ رہا تھا جس کی ماں اس سے دور ہوگئی تھی اور وہ ماں کی گود سے محروم ہو گیا تھا تو ساری دنیا کی ماؤں نے اس کا پچما لیا، گود میں لیا، تھپکیاں دیں، اس پر کیا کیا عنایتیں کیں مگر اس کو چین نہ آیا لیکن جب اس کی اصلی ماں آئی اور اس نے جیسے ہی بچے کو گود میں لیا تو اس کا سارا رونا دھونا ختم ہو گیا، اسے چین آ گیا۔اُس وقت مجھے اپنا ایک شعر یاد آ گیا ۔

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

ایک صاحب نے کہا کہ جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو نیند آجاتی ہے جبکہ مجھے چھ مہینے سے نیند ہی نہیں آ رہی تھی۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ سن لو، ساری دنیا تمہیں پیار کر رہی تھی لیکن تم اللہ سے دور تھے، جیسے بچہ جب دوسری ماؤں کی گود میں تھا، اپنی اصلی ماں سے نہیں ملا تھا اس وقت تک بے چین تھا اور جیسے ہی اپنی ماں کی گود میں پہنچا تو فوراً سو گیا، تو اصلی پالنے والا، ماں سے زیادہ محبت کرنے والا تو

ربّا ہے۔اللہ تعالیٰ مولانا رومی کو جزائے خیر دے،فرماتے ہیں ؎

تشنگاں گر آب جویند از جہاں

آب ہم جوید بعالم تشنگاں

اگر دنیا میں پیاسے پانی کو تلاش کرتے ہیں تو پانی بھی اپنے پیاسوں کو تلاش کرتا ہے۔اگر کوئی اللہ کی طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو اللہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے اور جو ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ اس کو دوڑ کر اُٹھا لیتے ہیں۔

حکیم الامت فرماتے ہیں کہ سلوک کے لیے اتنا کافی ہے کہ تم اللہ کے راستے میں کچھ چلنا شروع کر دو جیسے دوڈھائی سال کا چھوٹا بچہ ابھی صحیح سے چل نہیں پاتا، باپ کہتا ہے کہ بیٹا چلو تو وہ کانپتا ہوا، گرتا ہوا چلتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اب گرے گا اب گرے گا مگر باپ اسے دیکھ دیکھ کر مزہ لے رہا ہے اور جب وہ گرنے لگتا ہے تو دوڑ کر جلدی سے اس کو اُٹھا کر پیار کرنے لگتا ہے۔اگر ابا کو یہ محبت ہے تو ربا کو اس سے بے شمار زیادہ محبت ہے، بس کسی اللہ والے کے مشورہ سے اللہ کا نام لینا شروع کر دو کیونکہ جو لوگ مشورہ کے بغیر ذکر کرتے ہیں تو اللہ کے نام کا مزہ پا کر بعض وقت زیادہ ذکر کر لیتے ہیں جیسے ڈاکٹر کہے کہ بھئی آپ آدھا سیر دودھ پینا اور وہ ڈیڑھ کلو پی جائے تو دست لگ جائیں گے کہ نہیں؟

رہبر کے بغیر راستہ طے نہیں ہوسکتا

چنانچہ کل ایک صاحب آئے کہنے لگے کہ میرا ایک عزیز ایم بی بی ایس کا سالانہ امتحان دے رہا ہے، امتحان میں تین مہینے رہ گئے ہیں لیکن زیادہ ذکر، وظیفہ اور تلاوت کرتے کرتے اس کا دماغی توازن غیر معتدل ہوگیا، نعرے مارتا ہے اور ایک مرتبہ امام صاحب کے مصلّٰی پر بیٹھ گیا اور کہتا تھا کہ اب میں نماز پڑھاؤں گا، بڑی مشکل سے اس کو کھینچ کر ہٹایا گیا۔تو دماغی اعتدال از حد لازم ہے۔

جو لوگ بلا رہبر، بغیر راہ نما، بغیر مشائخ اور بزرگوں کے اس راہ میں سفر کرتے ہیں ان کا یہی حشر ہوتا ہے، زیادہ وظیفے پڑھ کر ان کو جلال آتا ہے اور ان کی پاگل پن کی باتوں سے سارا گھر ان سے پریشان رہتا ہے اور دین سے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے۔ دین اس کا نام تھوڑی ہے کہ ہر وقت غصے اور چڑ چڑاہٹ میں رہو اور دین کو ایسا دِکھاؤ کہ معلوم ہوتا ہے جیسے دین ایک بھیڑیا ہے۔ دین کوئی بھیڑیا نہیں ہے، ایسے لوگوں کی وجہ سے دین سے نفرت پھیلتی ہے۔ لوگ ان کو مجذوب سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مجذوب نہیں پاگل ہیں، زیادہ وظیفہ پڑھنے سے دماغ گرم ہوجاتا ہے اور یہ پاگل ہوجاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم کو جلال آرہا ہے، جلال ولال کچھ نہیں ہے یہ سب پاگل ہیں، اعتدال اہل اللہ کی صحبت ہی سے نصیب ہوتا ہے۔

جیسے کار کتنی ہی عمدہ ہو مگر ڈرائیور کا ہونا ضروری ہے اور وہ ڈرائیور بوٹ پہنے گا اور بوٹ بریک پر رکھے گا، بریک لاکھ قیمتی ہو، خواہ سونے کی ہو اور وہ لاکھ کہے کہ صاحب مجھ پر یہ بوٹ نہ رکھئے، میری توہین ہورہی ہے، میری گردن سے اپنا بوٹ ہٹا لیجئے لیکن ڈرائیور کہے گا کہ اے بریک! اگر میں تیری گردن سے بوٹ ہٹالوں تو کار کا ایکسیڈنٹ ہوجائے گا پھر نہ تیری خیر ہوگی نہ میری اور میری کار پر جو بیٹھیں گے ان کی بھی خیر نہیں ہے۔ تو شیخ مثل ڈرائیور کے ہوتا ہے، اپنے مرید کی رفتار دیکھتا رہتا ہے۔

ایک شخص نے حکیم الامت کو لکھا کہ مجھے ذکر میں روشنی نظر آتی ہے۔ وہ یہ سمجھے کہ اب خلافت نامہ آرہا ہوگا، شیخ کہے گا کہ اب تو میرے مرید کو تجلی نظر آگئی لیکن حکیم الامت نے فرمایا کہ تمہارے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے، خمیرہ آبریشم کھاؤ اور صبح گھاس پر ننگے پیر چلو، شبنم کی ٹھنڈک تمہارے دماغ کو ٹھنڈا کرے گی۔ بتایئے! اگر کوئی اناڑی پیر ہوتا تو کہتا کہ بس اب تھوڑا سا ذکر اور

کرو، دو چار تجلی اور نظر آجائے اس کے بعد خلافت لے لینا اور خلافت کیا ہوتی وہ اور پاگل ہوجاتا۔

جب میں بمبئی گیا تو میرا ایک پیر بھائی جب دیکھو رو رہا ہے،، دیکھا کہ وہ تہجد کے وقت اُٹھے اور تہجد پڑھ کر گھنٹوں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں، میں سمجھ گیا کہ دماغ معتدل نہیں ہے۔ اس وقت وہاں میرے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب بھی موجود تھے، میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت اس شخص کا مزاج غیر معتدل ہورہا ہے، حضرت نے فرمایا کہ بالکل ٹھیک کہتے ہو، میں نے حضرت سے گذارش کی حضرت کچھ دن کے لیے ان کا علاج میرے سپرد کر دیجئے۔ حضرت نے ان کو بلایا کر فرمایا کہ دیکھو اب حکیم اختر تمہارے مربّی اور معالج ہیں، جو یہ کہیں وہی کرو۔ میں نے ان سے کہا کہ جتنا وظیفہ پڑھتے ہو سب ملتوی کر دو کچھ نہ پڑھو، بس اللہ والے نیک دوستوں میں ہنسو بولو، گنے کا رس پیو، سیب کا عرق پیو۔ تین چار دن کے بعد وہ معتدل ہونے لگے اور حضرت سے کہنے لگے کہ حضرت! حکیم اختر صاحب نے جو باتیں بتائیں تو مجھے تو دوبارہ زندگی نصیب ہوگئی ورنہ میرا دماغ تو بالکل ہی چل گیا تھا۔ سارا گھر مجھ سے پریشان تھا ہر وقت بیوی بچوں سے لڑائی کرتا تھا۔ پھر وہ میرے ساتھ ہردوئی تک آئے اور کہنے لگے کہ میں زیادہ روز ان کے ساتھ ان کی صحبت میں رہوں گا۔

تو دوستو! مربی اور شیخ کے بغیر کام نہیں بنتا اور جب اللہ تعالیٰ سے تعلق نصیب ہوجاتا ہے تو سوکھی روٹی بھی جسم کو لگتی ہے اور اگر دل پریشان ہو، دل میں مصیبت، گھبراہٹ اور وحشت ہو تو کھانا پینا جسم کو کیا لگے گا، زیادہ فکر سے جسم کی ساری مشین خراب ہوجاتی ہے۔

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

تو دوستو! اللہ تعالیٰ سے تعلق اتنا بڑا کشتہ ہے کہ آپ کی دنیا بھی بہتر ہوجائے گی اور آخرت بھی بہتر ہوجائے گی۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ دنیا کے چین ہی کے لیے اللہ والے بن جاؤ، اللہ والوں کی صحبت میں چلو اور یہی نیت کرلو کہ چلو دنیا بھی بن جائے گی اور آخرت بھی بن جائے گی، چین وسکون اور روحانی حیات نصیب ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے جب تعلق ہوجاتا ہے تو ؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار

دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

جب دل میں چین ہوتا ہے تو ہر طرف چین نظر آتا ہے، دل پریشان ہوتا ہے تو سارا عالم پریشان نظر آتا ہے۔ جو بچہ ماں کی آغوشِ محبت سے دور ہوجائے وہ پریشان اور بے چین ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذکر سے دل کو چین ملتا ہے کیونکہ بندہ کو اپنے ربا کی آغوشِ محبت نصیب ہو جاتی ہے جو والدین سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ عیادت کے لیے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور پوچھا کہ اے سفیان ثوری! تم تابعی اور جلیل القدر محدث ہو، یہ بتاؤ تمہارا مزاج کیسا ہے؟ کہنے لگے کہ مزاج کیا پوچھتے ہو بیمار ہوں، موت قریب معلوم ہوتی ہے، ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر میں مرگیا تو اَیَغۡفِرُ اللّٰہُ کَمِثۡلِیۡ کیا اللہ مجھ جیسے کو بخش دے گا؟ یہ واقعہ عربی کی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے اندر موجود ہے جس کا ترجمہ سنا رہا ہوں۔ تو امام ابو حنیفہ کے استاد شیخ حماد نے فرمایا کہ آپ پوچھتے ہیں کہ اللہ آپ کو بخش دے گا کہ نہیں بخشے گا؟ تو سنئے:

﴿لَوْ خُيِّرْتُ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ اَبَوَىَّ وَ بَيْنَ مُحَاسَبَةِ اللّٰهِ لَاخْتَرْتُ مُحَاسَبَةَ اللّٰهِ﴾

اگراللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ کواختیار دیں کہ اگر تم چاہوتو اپنے ماں باپ سے حساب کرالو اور چاہوتو مجھ سے حساب کرالو تو میں اپنے اللہ کو حساب دوں گا اور کہوں گا کہ اے اللہ! ماں باپ کی رحمت پر مجھے اتنا اعتماد نہیں ہے جتنا آپ کی رحمت پر اعتماد ہے کیونکہ ماں باپ کی رحمت محدود ہے اور آپ کی رحمت غیر محدود ہے، میں محدود رحمت سے غیر محدود رحمت کی گود میں آنا چاہتا ہوں۔

تو اگر ذکر کی حالت میں نیند آنے لگے اس پر میں نے عرض کیا ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
تیرے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

ذکر سے قرب بڑھا اور اللہ کی رحمت نے اپنی آغوش میں لے لیا تو رب العٰلمین، ارحم الراحمین کی آغوشِ رحمت میں نیند نہ آئے گی؟ معلوم ہوا کہ ذکر میں اس لیے نیند آتی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی آغوشِ رحمت میں ہوتا ہے اور جب زیادہ نیند آنے لگے تو سو جایا کرو۔ ایک صاحب نے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت جب ذکر اللہ کرتا ہوں تو نیند پریشان کرتی ہے، فرمایا کہ سر کے نیچے تکیہ رکھ اور سو جایا کر، زبردستی ذکر مت کر۔ جب نیند آئے سر کے نیچے تکیہ رکھو اور سو جاؤ، جب بیدار ہو جاؤ، دماغ تازہ ہو جائے پھر اللہ کا ذکر پورا کرلو یا کسی اور وقت پورا کرلو اور پھر یہ حدیث پڑھی:

﴿لَا تَفْرِيْطَ فِى النَّوْمِ﴾

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلٰوۃ، باب فی من نام عن الصلٰوۃ او نسیھا)

نیند میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔ نیند میں کمی سے بہت سارے امراض پیدا ہو جاتے ہیں، نیند کی کمی سے سارے جسم کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے نیند کی شان میں آیت نازل کی ہے کہ یہ بڑی پیاری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا﴾

(سورۃ النباء، آیت: ۹)

اے دنیا والو! ہم نے تمہارے لیے نیند کو سببِ آرام بنایا ہے۔ جب سارے اعضاء آرام کرلیں گے تو صحت مند ہوجائیں گے، چھ گھنٹے سے کم سونے والا اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور دماغی کام کرنے والا آٹھ گھنٹہ سوئے۔

دینی خُدّام کے لیے حفاظتِ صحت نہایت ضروری ہے

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص دماغ سے کام لے مگر سر پر تیل نہ لگائے، مغزِ بادام نہ کھائے، معجون مقوی دماغ نہ کھائے اور پھر اس کا دماغ کمزور ہوجائے تو قیامت کے دن پکڑا جائے گا کہ تم نے ہماری مشین تو استعمال کی لیکن اس میں تیل کیوں نہیں ڈالا؟ بھئی موٹر چلاتے ہو تو اس میں گریس یا آئل ڈالتے ہو کہ نہیں؟ اسی لیے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اُس زمانے میں پانچ روپے کا ناشتہ کرتے تھے۔ حضرت نے ڈیڑھ ہزار کتابیں لکھیں، دماغ سے کام لیا تو دماغ کا حق بھی ادا کیا، آج سے ساٹھ ستر سال پہلے سَستی کے اُس زمانے میں پانچ روپے کا ناشتہ کیا، اس میں سونے کا ورق بھی ہوتا تھا اور چاندی کا ورق بھی اور موتی کا خمیرہ اور سیب کا مربہ بھی اور پھر بادام پیس کر ٹکیہ بنا کر سر پر رکھے رہتے تھے، اب تصنیف ہورہی ہے، قرآنِ پاک کی تفسیر بیان القرآن لکھی جارہی ہے اور سر پر بادام کی ٹکیہ رکھی ہوئی ہے اور دماغ میں اس کا تیل جذب ہورہا ہے۔

یہ حضرات تھے جو اللہ کے لیے اپنی صحت کا خیال رکھتے تھے۔ جو اپنی صحت خراب کرتا ہے یہ بھی مجرم اور ظالم ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ضائع

کررہا ہے۔تو دوستو! اللہ سے تعلق قائم کرنے کے لیے ذکر کرو کیونکہ اس سے آخرت میں تو ان شاء اللہ جنت ملے ہی گی لیکن دنیاوی طور پر بھی اس کو سکون ملتا ہے کیونکہ جس کے دل میں اللہ آتا ہے تو دنیا کی تمام نعمتوں اور جنت کی تمام نعمتوں کے ساتھ آتا ہے، اس کی صفت اس سے کبھی الگ نہیں ہوتی، وہ دونوں جہان کی تمام نعمتوں کے ساتھ دل میں آتا ہے۔اسی لیے خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
مرے باغِ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

اللہ تعالیٰ سے قوی اور صحیح تعلق ضروری ہے

اللہ کے تعلق سے سب کچھ نصیب ہوجاتا ہے۔اس لیے دنیا میں بھی چین سے رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے قوی اور صحیح تعلق ضروری ہے جتنا زیادہ اللہ سے صحیح اور قوی تعلق ہوگا اتنا ہی زیادہ چین ملے گا۔قوی کے ساتھ صحیح کہہ رہا ہوں ورنہ بعضے اہلِ بدعت کا بھی تعلق قوی ہے مگر صحیح نہیں ہے اس لیے عصر کے بعد نفلیں بھی پڑھ رہے ہیں حالانکہ عصر کے بعد نفلیں پڑھنا جائز نہیں، عمل تو ہے، عبادت بھی ہے آنکھوں میں آنسو بھی ہیں لیکن سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے کچھ قبول نہیں ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ سے تعلق مانگیں تو دو چیزوں کے ساتھ مانگیں کہ اے اللہ! اپنا قوی تعلق نصیب فرما، اے اللہ! اپنا صحیح تعلق نصیب فرما۔صحیح تعلق کے کیا معنیٰ ہیں؟ جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا زہر استیراد نہ ہوتا ہو، جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی فکر نہ ہو، تلاوت کرتا ہے، روزانہ پانچ پارے پڑھتا ہے، نفلیں بھی خوب پڑھ رہا ہے، درود شریف تین ہزار مرتبہ پڑھ رہا ہے لیکن جب سڑک پر جاتا ہے تو کسی بس اسٹاپ پر کسی عورت کو نہیں چھوڑتا،

غیبت کرنے سے باز نہیں آتا، جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتا، مسلمانوں کو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتا، ماں باپ کے ساتھ لڑنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا، تسبیح برابر کھٹا کھٹ چل رہی ہے اور ماں باپ کو ایسا تلخ جواب دے رہا ہے کہ بے چارے ماں باپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں کہ ہائے اس ظالم اولاد سے تو بے اولاد ہی اچھے تھے، بیوی پر غصہ آیا تو کچھ خیال نہ کیا کہ ہماری بھی بیٹیاں ہیں۔

فیضانِ رحمت الٰہیہ کی علامت

اب اس آیت کا ترجمہ سن لیجئے جو میں نے شروع میں تلاوت کی۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صحابہ پر نہایت رحم دل، انتہائی نرم اور شفیق ہیں، آپ کی یہ رحمت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فیض سے ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب اپنے صحابہ پر رحم دل ہیں۔ معلوم ہوا کہ مخلوق پر رحم دل ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، انسان خود اپنے کو بڑا نہ سمجھے کہ میں بڑا مہربان ہوں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دل نرم ہوتا ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے، جس شخص کے مزاج میں رحمت کی شان غالب ہو جائے تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کا اس پر خصوصی کرم ہے، اور وہ کرم جو اللہ نے اپنے نبی پر فرمایا تھا وہ ایک ادنیٰ اُمتی پر بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ ہی کی رحمت کے سبب سے ان پر رحم دل ہیں یعنی رحمۃ للعٰلمین کی رحمت ارحم الراحمین کی رحمت کے فیضان سے ہے۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیا آیت نازل فرمائی کہ اللہ کی رحمت ہی سے آپ نرم ہیں، کیا مطلب کہ خطاؤں کو معاف کرنا اور مخلوق پر مہربان ہونا یہ اُسی کو نصیب ہوتا ہے جس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کا فیضان ہو ورنہ آدمی اپنی بداخلاقیوں کے لیے ہزاروں نکتے نکال لیتا ہے، اپنے

سوءِ خلق اور بداخلاقی کے لیے نہ جانے کتنی مصلحتیں نکال لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! اے اللہ کے پیغمبر آپ میرے بندوں پر یعنی اپنے صحابہ پر جو زیادہ رحم دل ہیں تو اس رحمت کا سبب کیا ہے؟ اس کا سبب آپ کے اوپر میری رحمت ہے۔ جس کے سبب آپ کے اخلاق میں نرمی اور رحمت کی شان ہے۔

اس لیے حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مخلوقِ خدا پر رحمت کرنا اوران سے خوش اخلاقی سے پیش آنا عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے۔ یہ آپ کو بیان القرآن کی تفسیر سنا رہا ہوں۔ دیکھئے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو کیسا حل کیا۔

بیویوں سے بداخلاقی کا انجام

کتنے لوگ ہیں جو اپنی بداخلاقی کے باعث پریشان رہتے ہیں۔ ابھی دو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب میرے پاس روتے ہوئے آئے کہ میری بیوی ناراض ہو کر چلی گئی ہے اور واپس نہیں آرہی ہے، اس کو بلانے کے لیے کیا وظیفہ پڑھوں؟ میں نے کہا کہ اس کو ناراض کرنے کے لیے بھی آپ نے کوئی وظیفہ پڑھا تھا؟ تو ہنسنے لگے، کہنے لگے کہ ہاں میں نے ذرا سختی کرلی تھی، تھپڑ بھی لگا دیئے تھے اور کچھ گندے الفاظ بھی نکال دیئے تھے۔ بہرحال میں نے اس کو وظیفہ بتا دیا اور تعویذ بھی دے دیا، پھر ہر ہفتے آتے کہ ابھی تک تو کوئی اثر نہیں ہوا، میں نے کہا کہ اتنی بے چینی کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے کہ دن رات بے کیف ہو رہے ہیں، بہت پریشانی ہو رہی ہے، میں نے کہا کہ یہ سب پہلے ہی سوچ لیتے، اُس وقت غصہ میں مستقبل کو کیوں نہیں سوچا، اب جاؤ اور اس کو منا کر لے آؤ۔ آخر کار وہ صاحب اپنی بیوی کو منانے کے لیے گئے اور معافی مانگی تو کام

بن گیا۔

اسی لیے دوستو! یہی کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر آپ کی عزت نہیں ہے، نبی نے اپنی بیویوں کے ساتھ جو اخلاق برتے ہیں ان کو اختیار کرو، چاہے آپ کی یا آپ کی خانصاحبیت کی یا آپ کی چودھراہٹ کی یا آپ کے سید ہونے کی کتنی ہی عزت ہو، اللہ نے آپ کو کوئی بھی عزت دی ہو لیکن آپ اپنی عزت کو نبی کی عزت سے زیادہ نہ سمجھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہمیشہ مسکرا کر داخل ہوتے تھے۔

بیویوں کی دِل جوئی کرنا سنتِ نبوی ﷺ ہے

لیکن کیا کہیں کہ اچھے اچھے دین دار لوگ دوستوں میں خوب ہنسیں گے لیکن جب گھر میں بیوی کے پاس جائیں گے تو یا تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح عرشِ اعظم پر مراقبہ کرتے ہوئے، آنکھ بند کیے ہوئے، تسبیح پڑھتے ہوئے، گردن جھکائے ہوئے داخل ہوتے ہیں یا پھر آنکھیں لال لال کیے ہوئے فرعون بے سامان بنے ہوئے آتے ہیں، دوستوں کی لڑائی، اور دنیا بھر کی پریشانی اور غصہ بیوی پر اُتارتے ہیں، وہ بے چاری دن بھر انتظار کرتی ہے کہ میاں آئیں گے تو ذرا دل بہلائیں گے۔ تم تو گھر کے باہر ہزاروں سے ملتے ہو، بیوی بے چاری کس سے ملتی ہے لہٰذا ذرا اس پر رحم کرو، یہ تمہاری شفقتوں کا، تمہاری محبتوں کا انتظار کرتی ہے کہ میرا شوہر شام کو گھر آئے گا تو میں کچھ دل بہلاؤں گی مگر بیوی کو کبھی کوئی لطیفہ نہیں سناتے، نہ کبھی ہنساتے ہیں بلکہ ہر وقت اس سے شکایت رہتی ہے کہ تکیہ ٹھیک سے نہیں دھویا، یہ چادر میلی ہے، کپڑے استری کیوں نہیں کیے، کیا وہ اسی کام کے لیے ہے؟ اور خود دوستوں کے ساتھ ہر وقت لطیفے سنا رہے ہیں اور قہقہے لگا رہے ہیں، اگر ان کا قہقہہ ریکارڈ کر لیا جائے تو

نہ جانے کتنی دور تک ان کی ہنسی کی آواز پہنچے۔ کتنے ظلم کی بات ہے! اس بے چاری کا بھی تم پر حق ہے۔ ذرا حدیثوں کا مطالعہ کرو کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ازواجِ مطہرات کی کس درجہ دِل جوئی فرماتے تھے۔ وہ شخص بہت بڑا ولی اللہ ہے جو اپنے فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں سے اتنی خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے کہ جب وہ شوہر کا نام لیتی ہیں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ میرا شوہر انتہائی کریم ہے۔

دوستو! یہ کیا کہ آدمی آپ سے پریشان ہوجائے، یہاں شوہروں کی ستائی ہوئی تعویذ یا دعائیں لینے بے چاری اتنی مظلوم خواتین آتی ہیں کہ میرا شوہر رات کو دو بجے گھر آتا ہے اور میری طرف دیکھتا بھی نہیں۔ دل روتا ہے کہ یا اللہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ چین سے نہیں ہیں، واللہ مسجد میں کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بے چین رکھتا ہے کبھی چین نہیں پاسکتا، اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ لو۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ باہر کی عورتوں سے بدنظری کرنا ہے کیونکہ جب ادھر ادھر نظر خراب کی تو باہر کی چیز اچھی لگی اور اپنی بیوی خراب لگنے لگی۔ اب باہر سے بدنظری کرکے شوہر صاحب گھر آکر منہ ٹیڑھا کیے دوسری طرف لیٹے ہیں کہ تم سے تو باہر والی اچھی ہے۔ اس کا آخر میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بعضے ایسے مصائب میں مبتلا ہوئے کہ عمر بھر پچھتاتے رہے۔ ایسے ایسے واقعات سننے میں آتے ہیں ہیں کہ کیا بتاؤں۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ کی مخلوق سمجھ کر ان کی دعائیں لو، ان سے اتنے اخلاق سے پیش آؤ کہ وہ ہر وقت تمہارے لیے دعا گو رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ ﴾

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے صحابہ پر رحمۃ للعلمین کی جو شان دِکھا رہے ہیں یہ آپ کے اوپر میری شانِ ارحم الراحمین کی رحمت کا فیضان ہے۔ حکیم الامت

نے تفسیر بیان القرآن میں فرمایا کہ دیکھو مخلوقِ خدا پر رحمت اور ان سے خوش اخلاقی سے پیش آنا عبادت ہے اور عبادت کی توفیق خدائے تعالیٰ کی رحمت سے ہوتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ آپ کی شفقت اور نرمی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا فیض ہے، یہ اس آیت کی تفسیر ہوگئی۔

دینی خُدّام پر شانِ رحمت غالب ہونی چاہیے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾

اگر خدانخواستہ آپ تندخو اور سخت طبیعت کے ہوتے تو صحابہ آپ کے پاس سے منتشر ہوجاتے اور آپ کے فیوض و برکات سے محروم ہوجاتے۔ آج استادوں کو، بزرگوں کو اور علماء دین کو غرض جن لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کا کوئی موقع دیا ہے ان کو چاہیے کہ اپنے اخلاق میں نہایت حسن پیدا کریں، ایسا نہ ہو کہ ان کی بداخلاقی سے لوگ منتشر ہوجائیں کہ بھائی وہاں مت جانا ان پر تو ہر وقت جلال ہی چڑھا رہتا ہے، ان جلال والوں پر مجھے بہت غصہ آتا ہے کیونکہ جلال ولال کچھ نہیں ہوتا یہ سب نفسانیت ہوتی ہے یا زیادہ وظیفہ پڑھنے کی گرمی ہوتی ہے، یہ آلو بیچنے والوں کو بھی جلال دِکھاتے ہیں کہ آلو اور ڈالو ورنہ ؎

جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

قصائی سے بھی کہتے ہیں کہ ذرا اچھی اچھی بوٹیاں دینا، رات کو اتنی تہجد پڑھی ہے، اتنا رویا ہوں، دیکھتے نہیں ہو رات کو جاگنے سے میری آنکھیں کیسی لال ہو رہی ہیں، اچھی اچھی بوٹیاں نہ دو گے تو تمہاری بوٹیوں کی خیر نہیں ہے۔ دیکھا آپ نے! کیا تصوف اسی کا نام ہے؟

تصوف تو اس کا نام تھا کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے کہ ایک بدکار عورت نے ان کے اوپر راکھ ڈال دی۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ

مریدوں نے کہا کہ حضور اجازت دیجئے کہ ہم اس کی پٹائی کریں، فرمایا کہ اگر انتقام لینا ہے تو میرا ساتھ چھوڑ دو، تم اللہ کے راستے کے قابل نہیں ہو، اللہ کے راستے کے قابل وہ ہوتے ہیں جو مخلوقِ خدا کے ستانے کو برداشت کریں، ان کے لیے دعا گو رہیں۔ مریدوں نے پوچھا کہ آپ نے الحمدللہ کیوں کہا؟ کیا یہ راکھ جو سر پر گرائی گئی اس پر الحمدللہ کہا؟ فرمایا کہ ہاں اسی پر الحمدللہ کہا۔ پوچھا کہ یہ کون سی نعمت ہے؟ فرمایا کہ جو سر آگ برسائے جانے کے قابل تھا اگر اللہ نے اس پر راکھ برسادی تو میں اس پر اللہ کا شکر کیوں نہ ادا کروں۔ لہٰذا جب کوئی بلا آئے تو یہ کہو کہ اے اللہ! ہم تو اس سے زیادہ بڑی بلا کے قابل تھے آپ کا احسان ہے کہ چھوٹی بلا سے آپ نے میرا پرچہ حل کردیا۔ یہ ہے تصوف، اصلی تصوف اس کا نام ہے۔ یہ نہیں کہ ذرا سی کوئی بات ہوئی اور ناشکری شروع کردی۔

قبولیت دعا کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں

ایک صاحب روزی کے بارے پریشان تھے، انہوں نے ایک سرکاری محکمے میں ٹینڈر دیا، مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے کچھ پڑھنے کو بتادیا، جب ٹینڈر نہیں ملا تو ان صاحب نے اس دن جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھی اور آکر مجھ کو دھونس بھی دے رہے ہیں کہ آپ کے وظیفے سے میرا کام نہیں بنا لہٰذا میں نے بھی آج اللہ میاں کا جمعہ نہیں پڑھا، جب اللہ میاں ہمارا کام نہیں کرتے تو میں ان کا کام کیوں کروں؟ دیکھا آپ نے کبھی کبھی ایسے پاگلوں سے بھی پالا پڑتا ہے حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ:

﴿مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَّیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَ اِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَھَا﴾

(مشکاۃ المصابیح، کتابُ الدعوات، ص: ۱۹۶)

یعنی مومن کی ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں کبھی وہی چیز دے دیتے ہیں جو بندہ مانگ رہا ہے، کبھی دعا کی برکت سے کسی بہت بڑے حادثے یا کسی بڑی مصیبت یا نقصان سے بچا لیتے ہیں اور کبھی یہاں نہیں دیتے آخرت میں دیتے ہیں۔ پس جس کی دعا قبول نہ ہو، یعنی جس کی دعا قبول ہونے میں دیر ہو کیونکہ دعا تو فوراً قبول ہو جاتی ہے لیکن کبھی اللہ تعالیٰ دیر سے اس کا ظہور فرماتے ہیں تاکہ میرا بندہ دیر تک مجھے یاد کرتا رہے ؎

اُمید نہ بر آنا اُمید بر آنا ہے
اک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانہ ہے

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ یہ ہم سے زیادہ دن تک عرض و معروض کرتا رہے، لذتِ مناجات لیتا رہے، اس کی آواز اللہ کو اچھی لگتی ہے اور یہ ظالم سمجھتا ہے کہ اللہ میاں نے میری سنی ہی نہیں۔ علامہ ابوالقاسم قشیری اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا ابھی قبول نہیں ہوئی، اس کی آرزو پوری نہیں ہوئی مگر وہ پھر بھی اللہ کو اسی محبت سے یاد کرتا رہتا ہے تو فرماتے ہیں:

﴿لَقَدُ قَامَ بِحَقِّ رَبِّہٖ﴾

یہ اپنے رب کا حق ادا کر رہا ہے اور جس کی ہر آرزو پوری ہو جائے اُس کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿لَقَدُ قَامَ بِحَظِّ نَفُسِہٖ﴾

یہ اپنے نفس کی خوشیوں پر اللہ کا شکر ادا کر رہا ہے لہٰذا اصلی عبادت گذار وہ ہے جس نے اللہ کو اللہ کے لیے چاہا۔

بندوں کی لغزشوں کو معاف کرنا بھی رحمتِ حق کا فیضان ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَوُ کُنُتَ فَظًّا غَلِیُظَ الُقَلُبِ لاَ نُفَضُّوُا مِنُ حَوُلِکَ﴾

اے اللہ کے نبی! اگر آپ تند خو، سخت طبیعت ہوتے تو آپ کے پاس سے سب لوگ منتشر ہو جاتے۔ آگے فرماتے ہیں:

﴿فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ﴾

آپ نے ان کے افادے کے لیے ان کے ساتھ برتاؤ میں ایسی نرمی اختیار فرمائی لہٰذا اگر کبھی آپ کے حکم میں ان سے کوتاہی ہو جائے تو آپ ان کو معاف کر دیا کریں اور جن سے خدائے تعالیٰ کے حکم میں کوتاہی ہوگئی ہو ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لیجئے، اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت مانگ لیجئے، گو اللہ تعالیٰ نے ان کی لغزشوں کو معاف فرما دیا مگر اے نبی آپ کا استغفار فرمانا یہ علامت ہوگی آپ کی زیادہ شفقت کی اور آپ کی شفقت سے ان کو زیادہ تسلی ہوگی اور آگے فرماتے ہیں:

﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾

آپ بدستور ان سے مشورہ لیتے رہا کیجئے اگرچہ اللہ و رسول ان کے مشورے سے ان سے بے نیاز ہیں لیکن آپ کے مشورہ لینے سے ان کی دل جوئی ہوگی اور ان کے دل میں اللہ ورسول کی محبت بڑھے گی۔ اور آگے ہے:

﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ﴾

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اے نبی آپ مشورہ کر لینے کے بعد جب پکا ارادہ کر لیں تو پھر اس پر عمل کریں کیونکہ پھر وہی حق ہے پھر چاہے آپ کے ساتھ کوئی ہو یا نہ ہو آپ اللہ پر بھروسہ رکھئے۔ اللہ تعالیٰ متوکلین سے محبت رکھتا ہے۔

آیتِ بالا سے ایک مسئلہ کا استنباط

حضرت حکیم الامت نے بیان القرآن میں اس آیت سے ایک مسئلہ لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اُمورِ انتظامیہ متعلقہ بالرائے والمشورہ میں

کثرتِ رائے کا ضابطہ محض بے اصل ہے ورنہ یہاں عزم میں یہ قید ہوتی کہ بشرطیکہ آپ کا عزم کثرتِ رائے کے خلاف نہ ہو۔

بس اب دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور حکیم الامت کا رسالہ ''حقوق الاسلام'' لینا یاد رکھئے، یہ آپ کو مفت ملے گا، اللہ تعالیٰ حقوق الاسلام پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے، آمین۔

یا اللہ اپنی رحمت سے اس عرض ومعروض کو قبول فرما لیجئے اور اس مجلس کو بھی قبول فرما لیجئے۔ اے ہمارے رب! میری زندگی میں اور میرے جتنے دوست بیٹھے ہیں ان کی زندگی میں کوئی عمل بھی آپ کو پسند آ گیا ہو، اتنے سامعین اور حاضرین کرام ہیں اے اللہ ان کا کوئی عمل یا اختر کا کوئی عمل قبول ہو گیا ہو تو اس مقبول عمل کی برکت سے آپ ہم سب کو اپنا مقبول اور محبوب بنا لیجئے اور اس مجلس کو اپنا مقبول و محبوب بنا کر ہم سب کو اللہ والی حیات، اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، تقویٰ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، سر سے پیر تک آپ ہمارے ظاہر اور باطن کو اس طرح کر دیجئے کہ آپ خوش ہو جائیں۔ اے اللہ! اپنی ناراضگی اور غضب کو ہم سے اُٹھا لیجئے، اپنے غضب کے اعمال سے ہم کو نفرت و کراہت اور اپنی خصوصی حفاظت تشریعی وتکوینی مقدر فرما دیجئے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.